النور

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

جماعتہائے احمدیہ امریکہ
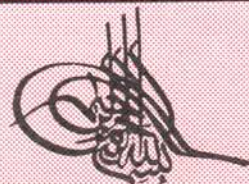
The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by the **Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
15000 Good Hope Road, Silver Spring, MD 20905. Ph: (301) 879-0110
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Chauncey, OH 45719

NON PROFIT ORG.
U.S. POSTAGE
P A I D
CHAUNCEY, OHIO
PERMIT # 1

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719
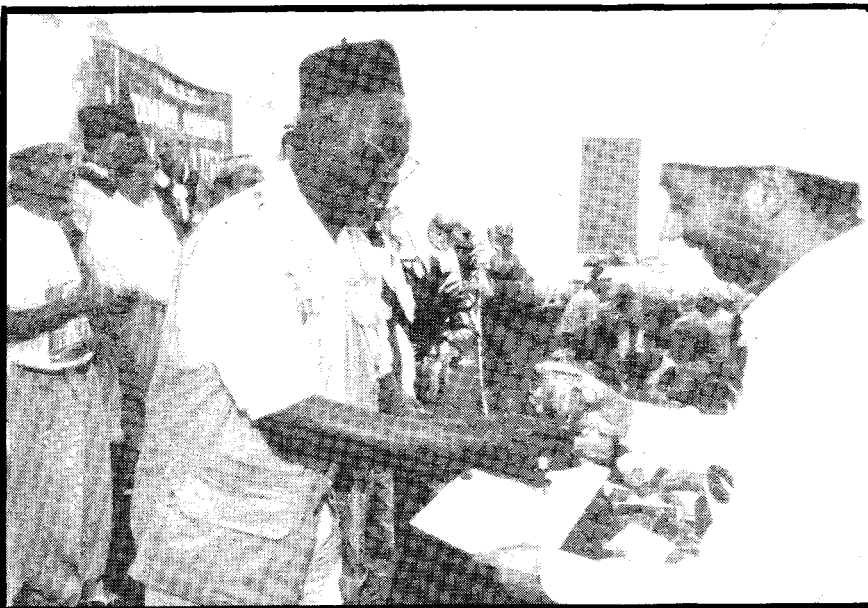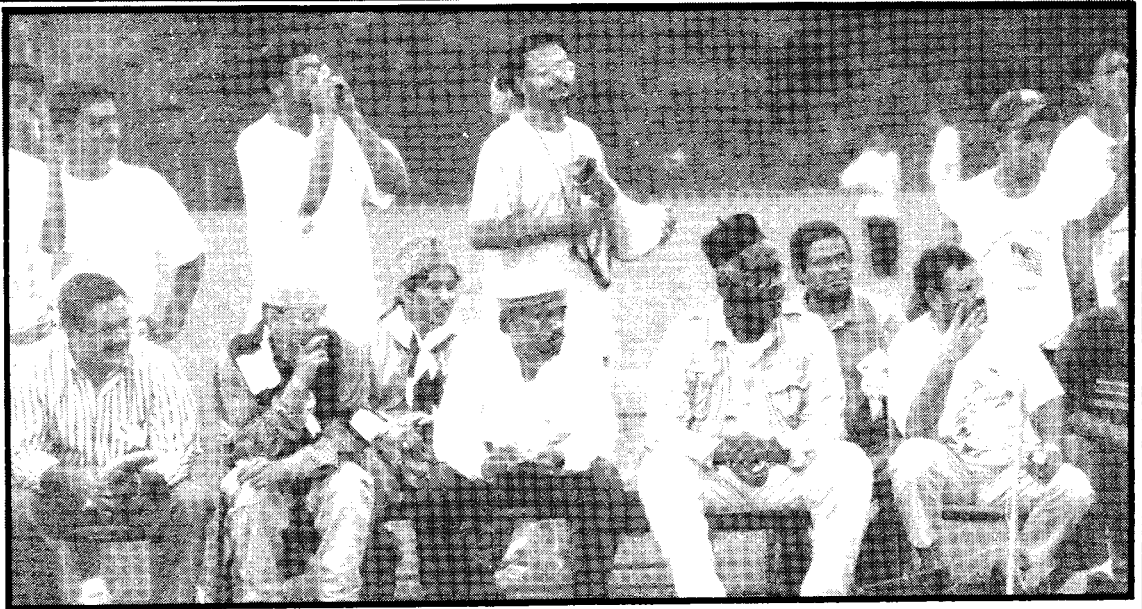
Dr. MuzaffarA. Zafr
at the
Khuddamul Ahmadiyya
Camp, 1996

رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۰۱﴾ فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیۡمٍ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعۡیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُكَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۰۳﴾ فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا وَتَلَّهُ لِلۡجَبِیۡنِ ﴿۱۰۴﴾ وَنَادَیۡنٰهُ اَنۡ یّٰۤاِبۡرٰهِیۡمُ ﴿۱۰۵﴾ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡبَلٰٓؤُا الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۰۷﴾ وَفَدَیۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۰۸﴾ وَتَرَكۡنَا عَلَیۡهِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ ﴿۱۱۰﴾ كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ اِنَّهُ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۲﴾

(اور کہا) اے میرے ربّ! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔ تب ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔
پھر جب وہ لڑکا اس کے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہوگیا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے! مَیں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا مَیں تجھے ذبح[1] کر رہا ہوں پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے۔ اس وقت بیٹے نے کہا اے میرے باپ جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو انشاء اللہ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔
پھر جب وہ دونوں فرمانبرداری پر آمادہ ہوگئے اور اس (یعنی باپ) نے اس (یعنی رضامندی ظاہر کرنے والے بیٹے) کو ماتھے کے بل گرا[2] لیا۔
اور ہم نے اس (یعنی ابراہیم) کو پکار کر کہا، اے ابراہیم! تُو اپنی رؤیا پُوری کر چکا،
ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ[3] دیا کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ایک کھُلی کھُلی آزمائش تھی۔
اور ہم نے اس (یعنی اسمٰعیل) کا فدیہ ایک[4] بڑی قربانی کے ذریعہ سے دے دیا۔
اور بعد میں آنے والی قوموں میں اس کا نیک ذکر باقی رکھا۔
ابراہیم پر سلامتی نازل ہوتی رہے۔ ہم محسنوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔
وہ یقیناً ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

[1] اس خواب کے اصل معنے یہ تھے کہ تجھے مکّہ کی بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ کر آنے والا ہوں۔ جو ایک قسم کی موت ہے اور یہ تعبیر لفظاً پوری ہوئی گو چھری سے ذبح کرنا لفظاً پورا نہ ہُوا۔

[2] جو معنے ہم نے اوپر کے نوٹ میں بیان کیے ہیں وہ قرآنی الفاظ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ قرآنی الفاظ میں بھی استعارۃً "مکہ" میں اسمٰعیلؑ کے چھوڑ آنے کو موت کے قائمقام بتایا گیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں حضرت اسمٰعیلؑ کا ظاہری طور پر ذبح کیا جانا نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ بائیبل سے۔ بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اسماعیلؑ کو ذبح کرنے لگے تو انھیں آواز آئی کہ اے ابراہیمؑ! تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اس سے کچھ کر کیوں کہ مَیں اب جان گیا کہ تُو خدا سے ڈرتا ہے۔ اور پھر انھوں نے پیچھے نگاہ کی تو ایک مینڈھا دیکھا جسے اُنھوں نے اسماعیلؑ کی جگہ ذبح کر دیا (پیدائش باب ۲۲) نیز دیکھو نوٹ ۲۔
حدیثوں میں بھی کہیں حضرت اسماعیلؑ کو چھری سے ذبح کرنے کا ذکر نہیں بلکہ یہی ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کی والدہ کو مکّہ میں چھوڑ آئے تھے اور پھر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہو گئے اور شکار کے لیے جنگلوں میں جانے لگ گئے تو اس زمانہ میں حضرت ابراہیمؑ فلسطین سے اُن کو ملنے کے لیے گئے تھے۔

[3] یعنی تو اور تیرا بیٹا قربانی کے لیے تیار ہو گئے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے تم کو قرب کا مقام بخشا جو محسنوں کا بدلہ ہے۔

[4] یاد رکھنا چاہیئے کہ بنو اسرائیل کہتے ہیں کہ قربانی کے لیے اسحاقؑ کو چُنا گیا تھا اور وہی پلوٹھا تھا۔ مگر قرآن کریم اس کے خلاف اسماعیلؑ کا نام لیتا ہے اور وہی سچّا ہے۔ کیونکہ بائیبل کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو وہ کہتی ہے کہ پلوٹھا یعنی سب سے بڑا بیٹا قربان ہوگا۔ اور سب سے بڑا بیٹا خود بائیبل کے قول کے مطابق اسمٰعیلؑ تھا نہ کہ اسحٰقؑ (پیدائش باب ۱۶ آیت ۱۵) پس جہاں جہاں بھی قربانی کے ذکر میں کسی بیٹے کا ذکر ہے وہاں مراد اسمٰعیلؑ ہے نہ کہ کوئی اور۔ جب حضرت اسماعیل نے قربان ہونے پر آمادگی ظاہر کی تو چونکہ خواب کی اصل تعبیر یہ تھی کہ اسماعیلؑ کو ایک بے آب گیاہ وادی میں چھوڑ آؤ خدا تعالیٰ نے الہام کیا کہ ظاہری قتل کے مقابلہ میں جنگل میں رہ کر ہر وقت کی موت قبول کرنا بہتر فدیہ ہے تم اور تمھارا بیٹا اس فدیہ کو قبول کرو تو خدا تعالیٰ کے مقرب ہو جاؤ گے اور سمجھا جائے گا کہ تم نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا ہے اور تمھارے بیٹے نے اپنی خوشی سے ذبح ہونا منظور کر لیا ہے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حج اور اس کی اہمیت

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : یَا اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا، فَقَالَ رَجُلٌ : اَکُلَّ عَامٍ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلَاثًا ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ : ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ، فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ ۔

(مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطاب میں ارشاد فرمایا ۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے اس لیے تم حج کیا کرو ۔ اس پر ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج ضروری ہے؟ آپؐ خاموش رہے ۔ اس نے تین بار یہ سوال دہرایا تو آپؐ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر ایک پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم ایسا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ۔ پھر فرمایا جب تک میں تم کو چھوڑے رکھوں تم بھی مجھے چھوڑے رکھو بلا ضرورت باتیں پوچھنے کی حرص نہ کرو ۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء سے کثرت سے سوال کیا کرتے تھے اور پھر جو باتیں وہ بتاتے انکی خلاف ورزی کر کے ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتے جب میں خود تم کو کوئی حکم دوں تو طاقت کے مطابق اسے بجا لاؤ اور اگر کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو ۔

— عَنْ مُخْنَفِ بْنِ سُلَیْمٍؓ قَالَ نَحْنُ وُقُوْفٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ، قَالَ: قَالَ: یَا اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّ عَلٰی اَهْلِ کُلِّ بَیْتٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ اِضْحِیَّةً ۔ (ابوداؤد کتاب الضحایا)

حضرت مخنف بن سلیمؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدانِ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے ۔ (وہاں) حضورؐ نے فرمایا ہر صاحبِ استطاعت گھر پر ہر سال قربانی ہے ۔

— عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ کَانَ لَهٗ ذِبْحٌ یَذْبَحُهٗ فَاِذَا اُهِلَّ هِلَالُ ذِی الْحِجَّةِ فَلَا یَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَیْئًا حَتّٰی یُضَحِّیَ ۔ (مسلم کتاب الاضاحی باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ)

حضرت اُمّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جب ذوالحج کا چاند نکلے تو وہ قربانی کا جانور ذبح کرنے تک نہ اپنے بال کٹوائے اور نہ ناخن ۔

— عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِیْدَ الْاَضْحٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ اُتِیَ بِکَبْشٍ فَذَبَحَهٗ فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّیْ وَعَنْ مَنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ ۔ (ترمذی کتاب الاضحی)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی ۔ اس کے بعد حضورؐ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا جسے آپؐ نے ذبح کیا ۔ ذبح کرتے وقت آپؐ نے یہ الفاظ کہے ۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے ۔ اے میرے خدا! یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے، جو قربانی نہیں کر سکتے، قبول فرما ۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخلاص جیسی اور کوئی تلوار دلوں کو فتح کرنے والی نہیں۔

"جس کام میں ریاکاری کا ذرہ بھی ہو وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کی وہی مثال ہے جیسے ایک اعلیٰ قسم کے عمدہ کھانے میں کتا مونہہ ڈال دے۔ آج کل بھی یہ مرض بہت پھیلا ہوا ہے اور اکثر امور میں ریاکاری کی ملونی ساتھ ہوتی ہے۔ پس اعمال میں یہ ملونی ہونی نہ چاہئے.....

اس وقت میں سراً و علانیۃً پر بحث نہیں کرتا بلکہ نفس کی ملونی کا ذکر کرتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ خفیہ ہی خیرات کرو اور علانیہ نہ کرو۔ نیک نیتی کے ساتھ ہر کام میں ثواب ہوتا ہے۔ ایک نیک طبع انسان ایک کام میں سبقت کرتا ہے اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی اس کار خیر میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے اس شخص کو بھی ثواب ملتا ہے بلکہ ان کے ثواب میں سے بھی حصہ لیتا ہے۔ پس اس رنگ میں کوئی نیک کام اس نیت سے کرنا کہ دوسروں کو بھی ترغیب و تحریص ہو بڑا ثواب ہے۔

شریعت اسلام میں بڑے بڑے باریک امور ایسے ہیں تاکہ اخلاص کی قوت پیدا ہو جائے۔ اخلاص ایک موت ہے جو مخلص کو اپنے نفس پر وارد کرنی پڑتی ہے۔ جو شخص دیکھے کہ علانیہ خرچ کرنے اور خیرات دینے یا چندوں میں شامل ہونے سے اس کے نفس کو مزا آتا ہے اور ریا پیدا ہوتی ہے تو اس کو چاہئے کہ ریاکاری سے دست بردار ہو جائے اور بجائے علانیہ خرچ کرنے کے خفیہ طور سے خرچ کرے اور ایسا کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو۔ پھر خدا قادر ہے کہ نیک کو اس کی نیکی اور پاک تبدیلی کی وجہ سے بخش دے۔ اس میں کوئی سو برس کی ضرورت نہیں، اخلاص کی ضرورت ہے۔

دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑھیا کو بلا ناغہ حلوا کھلایا کرتے تھے اور ان کے اس فعل کی کسی کو خبر نہ تھی۔ ایک دن جب بڑھیا کو حلوا نہ پہنچا۔ اس نے اس سے یقین کر لیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے۔ اب جائے غور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کیسے تعاہد سے اس بڑھیا کی جو کہ اور کچھ نہ کھا سکتی تھی خدمت کیا کرتے تھے کہ ایک دن حلوا نہ پہنچنے سے اس کو یقین ہو گیا کہ آپ وفات پا گئے۔ یعنی اس بڑھیا کے وہم میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ آپؓ زندہ ہوں اور اس کو حلوا نہ پہنچے۔ یہ ممکن ہی نہ تھا۔

غرض یہ ہے اخلاص اور یہ ہیں محض خدا کی راہ میں محض نیک نیتی کے اعمال۔ اخلاص جیسی اور کوئی تلوار دلوں کو فتح کرنے والی نہیں۔ ایسے ہی امور سے وہ لوگ دنیا پر غالب آ گئے تھے۔ صرف زبانی باتوں سے کچھ ہو نہیں سکتا۔ اب نہ پیشانی میں نور اور نہ روحانیت ہے اور نہ معرفت کا کوئی حصہ۔ خدا تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ اصل بات ہی یہی ہے کہ ان کے دلوں میں اخلاص نہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم (طبع جدید) صفحہ ۶۵۹-۶۶۰)

حج نہ کرنے پر اعتراض اور اس کا جواب

مخالفوں کے اس اعتراض پر کہ مرزا صاحب حج کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا

کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو خدمت خدا تعالیٰ نے اوّل رکھی ہے اس کو پس انداز کر کے دوسرا کام شروع کر دیوے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عام لوگوں کی خدمات کی طرح ملہمین کی عادت کام کرنے کی نہیں ہوتی۔ وہ خدا تعالےٰ کی ہدایت اور رہنمائی سے ہر ایک امر کو بجا لاتے ہیں۔ اگرچہ شرعی تمام احکام پر عمل کرتے ہیں مگر ہر ایک حکم کی تقدیم و تاخیر الٰہی ارادہ سے کرتے ہیں۔ اب اگر ہم حج کو چلے جاویں تو گویا اس خدا کے حکم کی مخالفت کرنے والے ٹھہرینگے اور من استطاع الیہ سبیلاً کے بارے میں کتاب حجج الکرامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو حج ساقط ہے۔ حالانکہ اب جو لوگ جاتے ہیں اُن کی کئی نمازیں فوت ہوتی ہیں۔ ماموریں کا اول فرض تبلیغ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۳ سال مکہ میں رہے آپؐ نے کتنی دفعہ حج کئے تھے؟ ایک دفعہ بھی نہیں کیا تھا۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۸۸)

خطبہ عید الاضحیٰ

حضرت المصلح الموعود مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(فرمودہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۴ء بمقام قادیان)

جیسا کہ ہر مسلمان کو اس بات سے واقف ہونا چاہیئے یہ عید جو عید الاضحیہ کہلاتی ہے یعنی قربانی کی عید حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد ہے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رؤیا میں دیکھا کہ گویا انہوں نے اپنے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کر دیا ہے۔ اور چونکہ اس وقت تک انسانی قربانی کی ممانعت کا حکم نہ ہوا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہی سمجھا کہ شاید ان سے حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت چھوٹے سے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو بتایا کہ میں نے اس قسم کی رؤیا دیکھی ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جو ایک اچھی تربیت پائے ہوئے بچہ تھے، باپ کے اس رؤیا کو سُنکر اس بات کی اہمیت کو سمجھ لیا۔ کہ خدا تعالیٰ کا حکم بہرحال پورا ہونا چاہیئے۔ اور انہوں نے اپنے والد سے کہدیا۔ کہ آپ اپنی رؤیا کو پورا کریں میں اس قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے گلے پر چھری پھیرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً انہیں بتا دیا کہ درحقیقت رؤیا کی تعبیر اَور تھی۔ اور کہ تم نے ظاہری طور پر بھی اپنی اس رؤیا کو پورا کر دیا ہے[1]۔ کیونکہ تم نے اپنے بیٹے کو فی الواقع ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قطع کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اس وقت تک ان کے ہاں صرف ایک ہی بچہ تھا تو اس کے بالمقابل خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ میں تیری نسل کو کبھی قطع نہ ہونے دُوں گا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ دیکھ لو آج سے ۱۹½ سو سال قبل حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان سے قریباً چودہ سو سال قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہ گویا ۳۳½ سو سال ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اندازاً چھ سو سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوئے یہ گویا چار ہزار سال کے قریب کا زمانہ ہے جب ایک دن ایک غیر آباد علاقے میں خدا تعالیٰ کا ایک مامور اور ایک نبی اپنے اکلوتے بیٹے کو جو اسّی سال کی عمر میں ان کے ہاں پیدا ہوا تھا ایک سنسان جنگل میں اس لئے لے گیا کہ

خدا تعالےٰ کے لئے اُسے ذبح کر دے۔ اس وقت آسمان اور زمین کے خدا نے۔ تمام کائنات کے پیدا کرنے والے خدا نے عرش سے آواز دی۔ کہ اے ابراہیمؑ تو نے اپنے رؤیا کو سچا کر دکھایا اور اپنی نسل کو قطع کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ مگر مَیں تیری اولاد کو کبھی ختم نہ ہونے دُونگا۔ تیری نسل کو کبھی قطع نہ ہونے دُوں گا۔ بلکہ اسے بڑھاؤں گا۔ یہاں تک کہ جس طرح آسمان کے ستارے نہیں گنے جا سکتے تیری نسل بھی نہ گنی جا سکے گی۔

اب دیکھو آج سے چار ہزار سال قبل فلسطین کے ایک سنسان جنگل میں دنیوی لحاظ سے ایک نہایت ہی کمزور شخص کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ آواز آئی تھی اور آج دنیا کی بہترین مہذب قوم کے سردار۔ دنیا کی بہترین طاقت رکھنے والی قوم کے سردار۔ دنیا کی بہترین سائنٹیفک قوم کے سردار نے چند سال قبل یہ فیصلہ کیا کہ وہ ابراہیم (علیہ السّلام) کی نسل کو تباہ کر دے گا۔ اور سات سال قبل دنیا نے یہ اندازہ بھی کر لیا۔ کہ یہودی قوم اب مٹ جائے گی۔ مگر باوجود اس کے کہ یہودی قوم اپنے مذہب کو چھوڑ چکی ہے۔ چونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی جسمانی اولاد سے ہے۔ اس لئے چار ہزار سال قبل اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو وعدہ کیا تھا کہ مَیں تیری نسل کو کبھی قطع نہ ہونے دُوں گا۔ اس نے اس کے حق میں اسے پورا کر دکھایا۔ جرمن قوم کے سردار ہٹلر نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ یہودی قوم کو ہلاک کر دیگا اسے تباہ کر دے گا۔ اور بظاہر یہ نظر بھی آتا تھا کہ وہ ایسا کر دے گا۔ مگر عرش پر سے خدا تعالےٰ کہہ رہا تھا کہ میں اسے ناکام کر دوں گا۔ بے شک آج یہودی قوم بے حقیقت ہے اور اسے کوئی طاقت حاصل نہیں اور بے شک دنیا کا سب سے زیادہ اقتدار والا سیاسی لیڈر اس سے ٹکرایا۔ ایسا زبردست لیڈر کہ جس کے سامنے برطانیہ جیسی عظیم الشان سلطنت کے وزیرِ اعظم مسٹر چیمبرلین بھی سر جھکا آئے تھے لیکن آخر وہ وعدہ پورا ہوا جو آج سے قریباً چار ہزار سال قبل فلسطین کے ایک جنگل میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے سے کیا تھا اور خدا تعالےٰ کی عجیب قدرت ہے کہ آج چھ سال کے بعد دنیا یہ بحث کر رہی ہے کہ ہٹلر زندہ ہے یا مر چکا ہے۔ وہ جرمنی میں ہے یا کہیں بھاگ گیا ہے۔ وہ پاگل ہو گیا ہے یا تندرست ہے۔ اب دیکھ لو خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے کس طرح پورا کیا۔ یہود نے خدا تعالےٰ کو بھلا دیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے یہود کو نہیں بھلایا۔ انسان بے وفا ہو سکتا ہے مگر خدا تعالےٰ بے وفا نہیں ہو سکتا۔ جب ہٹلر یہ کہہ رہا تھا کہ مَیں یہود کو مٹا دُوں گا خدا تعالےٰ اپنے عرش سے یہ کہہ رہا تھا کہ چار ہزار سال ہوئے ہم نے دنیوی شان و شوکت کے لحاظ سے ایک معمولی حیثیت کے انسان سے فلسطین کے جنگل میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس کی

نسل کو قطع نہ ہونے دیں گے۔ اور ہم زندہ خدا ہیں۔ ہمارا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اور ہم ابراہیمؑ کے سامنے شرمندہ نہ ہوں گے۔ چنانچہ دیکھ لو خدا تعالےٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ یہ ایک ایسا زندہ نشان دنیا کے سامنے ہے۔ ایسا زندہ معجزہ دنیا کے سامنے ہے کہ جس کا انکار کوئی بڑے سے بڑا دہریہ بھی نہیں کر سکتا۔ اس معجزہ سے فائدہ اٹھانے والا آج دنیا میں سوائے ہماری جماعت کے اور کوئی نہیں۔ ہماری جماعت کے بانی علیہ السلام کو بھی اللہ تعالےٰ نے ابراہیمؑ فرمایا ہے۔ اور یہ معجزہ دکھا کر اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت کو بتایا ہے کہ میرے وعدوں کے بارہ میں تمہیں کوئی شک نہ ہونا چاہیئے۔ اور جو اس بارہ میں کسی شک میں ہو، وہ دیکھے کہ ابراہیم اوّل کے ساتھ چار ہزار سال قبل میں نے جو وعدہ کیا تھا وہ کس طرح پورا ہوا ہے۔ اور جب مَیں اتنے پرانے وعدوں کو نہیں بھُلاتا تو اپنے تازہ وعدوں کو کس طرح بھُلا سکتا ہوں۔ اور یہ معجزہ دکھا کر اللہ تعالےٰ ہمیں بتاتا ہے کہ جس طرح ابراہیمؑ کی نسل کو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور قوت اور کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ نہیں مٹا سکتا۔ اسی طرح اے جماعت احمدیہ! تمہیں بھی کوئی طاقت اور کوئی قوت تباہ نہیں کر سکتی ہاں یہود ابراہیم اوّل کی جسمانی اولاد ہیں اور جسمانی تعلق میں دین کی شرط نہیں ہوتی مگر تم ابراہیم ثانی کی روحانی نسل ہو اور روحانی نسل کے لئے دین کی شرط نہایت ضروری ہے۔ پس تمہیں کوئی قوت اور طاقت مٹا نہیں سکتی بشرطیکہ تم اس روحانی تعلق کو مضبوط رکھو جو تم نے ابراہیم ثانی کے ساتھ قائم کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہود کو مٹنے نہیں دیا۔ کیونکہ ابراہیم اوّل سے ان کا جسمانی تعلق قائم ہے اور ہم ابراہیمؑ ثانی کی روحانی نسل سے ہیں اور جب تک یہ روحانی تعلق قائم ہے۔ ہمیں کوئی نہیں مٹا سکتا۔ یہ روحانی تعلق قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مثیل ثابت کرے۔ اور اپنی جان کو دین کی خدمت کے لئے ایک حقیر تحفہ کے طور پر پیش کر دے۔ اور اسے ایک بے حقیقت قربانی قرار دے۔

پس جب تک ہماری جماعت کے دوست دین کے لئے اپنی قربانیاں پیش کرتے رہیں گے جب تک وہ اسلام کی شمع پر پروانہ وار فدا ہونے کے لئے آگے بڑھتے رہیں گے دنیا کی کوئی قوت اور کوئی طاقت بلکہ جیسا کہ میں کئی بار کہہ چکا ہوں دنیا کی تمام طاقتیں اور تمام قوتیں اور تمام بادشاہتیں مل کر بھی ہم کو مٹا نہ سکیں گی۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابراہیم قرار دیا ہے اور تم اس ابراہیم کے روحانی فرزند ہو اس لئے تم وہ کونے کا پتھر ہو کہ جس پر تم گرو گے وہ بھی چکنا چور ہو جائے گا۔ اور جو تم پر گرے گا۔ وہ بھی چکنا چور ہو جائیگا دنیا۔

ہم کو ڈراتی ہے۔ ہم کو دھمکاتی ہے۔ اور اپنی قوت و طاقت کے مظاہرے کرتی ہے۔ بے شک ہم کمزور ہیں اور ظاہری طاقت و قوت کے لحاظ سے ہمارا تباہ کرنا مشکل نہیں مگر انجام ہمارے ہاتھ میں ہے۔ دشمن جتنا بھی ہم کو ڈبوئیں گے اتنا ہی ہم اُبھریں گے۔ جتنا بھی وہ ہم کو نیچے پھینکنا چاہیں گے اتنا ہی ہم اونچا اٹھیں گے جتنا وہ ہم کو قتل کرنا چاہیں گے۔ خدا تعالےٰ اتنی ہی ہمیں نمایاں زندگی دیگا۔ بشرطیکہ ہم میں سے ہر ایک اسمٰعیل کا نمونہ بن جائے تا ابراہیم ثانی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے وعدے پورے ہوں۔ بے شک ہم کمزور ہیں۔ مگر ہم یقین رکھتے ہیں کہ ذرہ ذرہ کا خدا کائناتِ عالم کا خدا اور زمین و آسمان کا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم پر حملہ کرنے والا ہم پر نہیں بلکہ خدا تعالےٰ پر حملہ کرنے والا ہوگا اور خدا تعالےٰ پر حملہ کرنے والے کا انجام ظاہر ہی ہے۔

اب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ جماعت کے دوستوں کو توفیق دے کہ وہ ہر وقت اسمٰعیلؑ کی طرح خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی جانیں فدا کرنے والے ہوں تا اللہ تعالےٰ اس دنیا میں بھی اور اگلی زندگی میں بھی اپنی برکات کو ان کے لئے مخصوص کردے۔ اور خدا تعالےٰ نہ صرف یہ کہ ان کو موت سے بچائے بلکہ دنیا ان کے ذریعہ زندگی حاصل کرے۔ اور دوبارہ خدا تعالےٰ کا قرب ان کے ذریعہ پائے۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا۔

اب مَیں دعا کرتا ہوں۔ اسلام کیلئے۔ جماعت کیلئے۔ افراد جماعت کے لئے۔ ان مبلّغین کے لئے جو باہر گئے ہوئے ہیں۔ اور ان کے لئے جو تیاری کر رہے ہیں۔ ان دوستوں کے لئے جو مال و جان سے خدمت دین کے لئے کمربستہ ہیں اور ان کمزوروں کیلئے بھی جو قربانی کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کو مضبوط کردے خدا تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ موت کو حقیر ترین چیز سمجھیں اور خدا تعالےٰ کی راہ میں مرنے کو لذیذ ترین شے جانیں۔ آمین۔ (الفضل یکم دسمبر ۱۹۴۴ء)

بقیہ صفحہ ۱۱

اس پر مسرت موقعے پر ربوہ میں ایک خاص خوشی اور مسرت کا سماں تھا۔ جملہ احباب اور خواتین جو اس تقریب میں شامل ہوئے کئی دن سے اس کے انتظار میں تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے رضاکاروں کی ایک بڑی تعداد اس موقعے پر مختلف انتظامات اور ڈیوٹیوں پر متعین تھی۔ احباب و خواتین کے چہروں پر مسرت اور شادمانی کا احساس تھا۔ کیونکہ یہ پر مسرت تقریب ان کے محبوب آقا کی صاحبزادی کی شادی کی بابرکت تقریب تھی۔ پیارے امام کی خوشی میں جماعت احمدیہ کا ہر شخص شریک تھا چاہے وہ تقریب میں شامل ہوا یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم کے ساتھ اس نئے جوڑے کے گھر کو اپنی برکتوں اور رحمتوں سے بھردے۔ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بے حد بابرکت بنائے اور مثمر بثمرات حسنہ کرے۔ آمین۔

پیارے آقا کی خوشیوں میں اہل ربوہ اور دور و نزدیک سے تشریف لائے ہوئے احباب اور مہمانوں کی والہانہ شرکت

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی صاحبزادی کی پُر مسرت تقریب

حضرت صاحب نے احمدیہ ٹیلی ویژن کی وساطت سے عین تقریب کے وقت اجتماعی عالمی دعا کرائی

ربوہ میں خوشی و مسرت کا سماں۔ تقریب رخصتانہ قصر امامت کے عقبی لان میں منعقد ہوئی

ربوہ: 5۔ مارچ۔ احباب جماعت کو دلی خوشی اور مسرت سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے محبوب آقا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی سب سے چھوٹی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ صاحبزادی عطیۃ الحبیب طوبیٰ صاحبہ کی شادی خانہ آبادی ہمراہ عزیز صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ابن محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب آج دوپہر قصر امامت کے عقبی لان میں بخیرو خوبی انجام پائی۔

خوشی کی اس تقریب میں احباب جماعت اور خواتین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اور اپنے محبوب امام کی خوشیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ملک کے تمام شہروں سے امرائے کرام اور دیگر احباب جماعت بھی تشریف لائے۔ اس کے علاوہ اطراف ربوہ اور مختلف شہروں سے آئے ہوئے معزز مہمانوں نے بھی اس پر مسرت تقریب میں شرکت فرمائی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے اس جوڑے کا نکاح مورخہ 9۔ فروری کو عید کے روز اسلام آباد ٹلفورڈ لندن میں پڑھایا تھا۔ نکاح کی یہ بابرکت تقریب احمدیہ ٹیلی ویژن پر بھی دکھائی گئی۔

رخصتانہ کی یہ پر مسرت تقریب قصر امامت کے عقبی لان میں منعقد کی گئی اس تقریب کی خاص بات یہ تھی کہ عین رخصتانہ کے وقت حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے لندن میں احمدیہ ٹیلی ویژن پر اس شادی کے بابرکت ہونے کے لئے عالمی دعا کرائی جس میں دنیا بھر کے کونے کونے میں موجود احمدی احباب و خواتین نے شرکت کی۔ اس طرح سے یہ پہلی شادی تھی جس کی دعا عالمی طور پر ہوئی۔

برات لاہور سے مورخہ 4۔ مارچ کو قریباً ساڑھے پانچ بجے شام ربوہ پہنچی جہاں باراتیوں کا استقبال محترم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا عمر احمد صاحب اور خاندان حضرت بانی سلسلہ کی خواتین نے کیا۔ بارات کی رہائش کا انتظام تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تھا۔

روانگی بارات

اگلے روز بارات یہاں سے دن کے قریباً پونے ایک بجے قصر امامت کے لئے روانہ ہوئی۔ روانگی سے قبل محترم نواب عباس احمد خان صاحب نے دعا کرائی۔ دولہا عزیز مکرم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سنہری پگڑی سفید شیروانی اور شلوار اور سنہرا کھسہ پہنے ہوئے تھے۔ دولہا کی گاڑی کو نہایت نفاست سے گلاب کے سرخ پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ گاڑی کے اطراف میں ایک طرف T برائے طوبیٰ اور دوسری طرف K برائے کاکو (دولہا کا گھریلو نام) لکھا ہوا تھا۔ بارات قریباً 25 گاڑیوں پر مشتمل تھی۔ سب سے آگے خدام الاحمدیہ پاکستان کی گاڑی اس کے بعد نظارت اشاعت سمعی بصری کی گاڑی اور اس کے بعد دولہا کی گاڑی تھی۔ اس کے بعد والی گاڑی میں دولہا کے والد محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب تشریف فرما تھے۔

مردوں کی طرف بارات کا استقبال کرتے ہوئے سب سے پہلے حضرت صاحب کے بڑے بھائی محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سابق وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے دولہا کو ہار پہنائے۔ بعد ازاں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ اور حضرت صاحب کے برادران اور محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور دیگر احباب نے دولہا اور ان کے والد محترم کو ہار پہنائے۔

سٹیج پر دولہا کے ساتھ محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبہ پنجاب محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب تشریف فرما تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام الٰہی سے ہوا جو مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد دعوت الی اللہ نے کی۔ بعد ازاں مکرم داؤد احمد صاحب ناصر آف جرمنی نے حضرت بانی سلسلہ کا دعائیہ منظوم کلام سبحان من یرانی ترنم سے پیش کیا جس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اس رشتہ کے مبارک ہونے کے لئے اجتماعی دعا

کرائی۔

سٹیج سے اعلانات کرنے کا فریضہ مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت انجام دے رہے تھے دعا کے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ احباب تشریف رکھیں چند لمحوں میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع مہمانوں سے مخاطب ہوں گے۔ مہمانان کرام یہ اعلان سن کر حیران رہ گئے اور انہوں نے خوشگوار حیرت کے ساتھ اپنی نگاہیں پنڈال میں لگے ہوئے نصف درجن ٹی وی سیٹوں پر مرکوز کر دیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع احمدیہ ٹیلی ویژن کی وساطت سے سکرین پر آئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی طرف سے عالمی دعا

حضرت صاحب نے جملہ مہمانوں کو سلام کہا اور ان کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت صاحب نے بتایا کہ آج کی اس تقریب شادی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ شادی کی اس تقریب کی Still تصاویر انٹرنیٹ کے ذریعے لندن میں موصول ہو رہی ہیں۔ حضرت صاحب یہ تصاویر دیکھ کر ساتھ ساتھ ان کا ذکر بھی فرما رہے تھے کہ فلاں جگہ فلاں صاحب بیٹھے ہیں اور فلاں جگہ فلاں صاحب ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا اس نظام کے لئے جو کمپنی مامور ہے اس کے پاس ابھی تک صرف STILL (ساکن) تصاویر بھجوانے کا انتظام ہے۔ ابھی یہ متحرک تصاویر نہیں بھجوا سکتے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ تقریب میں ایک دعا ہو چکی ہے لیکن اب احمدیہ ٹیلی ویژن کی وساطت سے جو دعا ہوگی وہ عالمی دعا ہوگی جس میں احمدیہ ٹیلی ویژن دیکھنے والے دنیا کے تمام افراد شامل ہوں گے۔ اللہ کی شان ہے کہ اس ذریعے سے جماعت کے اتحاد کا یہ نشان ظاہر ہو رہا ہے کہ جماعت ایک ہاتھ پر اٹھتی ہے اور ایک ہاتھ پر بیٹھ جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آج کی دعا میں صرف میری بیٹی کی خوشیوں کو ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کی بیٹیوں کی خوشیوں کو یاد رکھیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا بچیوں کی جدائی باپوں کے لئے بڑا کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ سب دنیا کی بچیوں کو اپنی دعا میں یاد رکھیں اس کے بعد حضرت صاحب نے ایک بجکر پچاس منٹ (پاکستانی وقت) پر عالمی دعا کرائی جس میں دنیا بھر کے احمدیوں نے شرکت کی بعد میں حضرت صاحب نے تشریف لانے والے مہمانوں کا ایک بار پھر شکریہ ادا فرمایا اور سب کو سلام کہا اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

قصر امامت کے عقبی لان کو اس موقعہ پر نہایت خوبصورتی مگر سادگی سے سجایا گیا تھا۔ عورتوں اور مردوں کے لئے الگ شامیانے اور کرسیاں لگائی گئی تھیں۔ کلوز سرکٹ ٹی وی کے ذریعے تقریب کی کارروائی مردانہ اور زنانہ حصے میں ٹی وی سیٹوں پر دکھائی جا رہی تھی۔

تقریب میں شریک ہونے والے احباب کی کثیر تعداد میں صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان' تحریک جدید کے وکلاء' وقف جدید' ذیلی تنظیموں کے افراد اور دیگر جماعتی اداروں کے کارکنان کے علاوہ اہل ربوہ کی ایک بڑی تعداد شامل تھی۔

خواتین کی طرف انتظامات

خواتین کی طرف جملہ انتظامات خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خواتین بچیوں اور ربوہ کی دیگر خواتین نے انجام دیئے۔

لاہور سے جب بارات 4۔ مارچ کی شام ربوہ آئی تو تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی امتہ الباسط صاحبہ بیگم محترم میر داؤد احمد صاحب' صاحبزادی امتہ الرؤوف صاحبہ' بیگم محترم میر مسعود احمد صاحب' محترمہ صاحبزادی امتہ الکافی صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا عمر احمد صاحب' محترمہ صاحبزادی امتہ العلیم صاحبہ بیگم نواب منصور احمد خان صاحب اور خاندان کی دیگر بچیوں نے ان کا استقبال کیا۔

مورخہ 5۔ مارچ کو بارات کا استقبال کرنے والی خواتین میں حضرت آپا طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث' حضرت صاحب کی ہمشیرگان' بھابیاں' بھانجیاں اور بھتیجیاں اور حضرت صاحب کی تینوں بیٹیاں محترمہ صاحبزادی شوکت جہاں صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب' محترمہ صاحبزادی فائزہ صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب' اور محترمہ صاحبزادی یاسمین مونا صاحبہ بیگم مکرم کریم اسعد احمد خان صاحب شامل تھیں۔ جملہ خواتین اور بچیاں بارات کے راستہ کے دونوں طرف ہار اور پھولوں کی پتیاں لے کر کھڑی تھیں اور باراتی خواتین کو ہار پہنا رہی اور ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کر رہی تھیں۔

بارات جب قصر امامت پہنچی تو خواتین کے حصے میں باراتی خواتین کا استقبال کرنے والی بچیاں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پاکیزہ دعائیہ منظوم کلام سبحان من یرانی گا رہی تھیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ شادی کی بابرکت تقریب میں شمولیت کے لئے لندن سے حضرت صاحب کی تینوں صاحبزادیاں اور دلہن اور قریب 30 خواتین اور بچے تشریف لائے۔

اس تقریب میں یتامٰی مساکین اور بیوگان کی بڑی تعداد مدعوئین میں شامل تھیں۔ اس تقریب کی اہم بات یہ بھی تھی کہ اس میں راہ مولیٰ میں جان قربان کرنے والے کے اہل خانہ اور بچوں اور اسیران راہ مولا کے اہل خانہ اور بچوں کو بھی خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔

دولہا عزیز مکرم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت بانی سلسلہ عالیہ کے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مرزا رشید احمد صاحب حضرت صاحبزادی امتہ السلام صاحبہ بنت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا پوتا ہے جبکہ دولہن عزیزہ مکرمہ صاحبزادی عطیتہ الحبیب طوبیٰ صاحبہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے صاحبزادے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی پوتی اور حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی صاحبزادی ہیں۔ عزیز موصوف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی وفات یافتہ حرم محترم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے بھتیجے ہیں۔ اس کے علاوہ دولہا حضرت بانی سلسلہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب عبداللہ خان صاحب کا نواسہ ہے۔

(باقی صفحہ 9 پر)

حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے الحاج ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ظفر کا ذکرِ خیر

اب آپ کے سامنے ایک اور ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں وہ ہمارے بہت ہی پیارے مخلص فدائی امریکن دوست کا ذکر ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر تھے، پی ایچ ڈی تھے، برادر مظفر احمد ظفر جو امریکہ کے نائب امیر تھے۔ یہ بھی انتہائی منکسرالمزاج اور بے حد مستعد خدمت کرنے والے۔ اور پی ایچ ڈی تھے مگر اپنے ساتھ ڈاکٹر نہیں لکھتے تھے اور ڈیٹن میں پروجیکٹ کیور (Cure) کے ڈائریکٹر تھے۔ مجھ سے بہت پرانا تعلق ہوا ہے جلسہ سالانہ پر ان کے آنے کی وجہ سے اس کے بعد یہ مسلسل بڑھتا رہا کیونکہ ان کے اندر بہت گہری خوبیاں تھیں اور بڑا روشن دماغ تھا۔ امریکنوں کے مسائل کو جس وضاحت کے ساتھ یہ سمجھتے تھے بہت کم ہیں جن کو اتنا عبور تھا اور ان مسائل میں جب ان سے گفتگو ہوئی تو میں نے ہمیشہ اس سے فائدہ اٹھایا اور مستعد ایسے کہ جب میں وہاں جایا کرتا تھا تو میری حفاظت کے تعلق میں جو انسانی کوششیں ہوتی ہیں ان کے یہ انچارج ہوا کرتے تھے، دن رات لگتا تھا ایک لمحہ بھی نہیں سوتے۔ جب نکلتا تھا یہ سامنے مستعد کھڑے ہیں۔

اور پھر ڈرائیونگ کرنی اور بہت تیز۔ میں نے کئی دفعہ سمجھایا کہ خدا کے لئے کچھ آرام کر لیا کریں۔ ورنہ آپ کو کیا، مجھے صدمہ پہنچے گا۔ تو پھر تھوڑا سا وعدہ کیا اچھا اچھا میں خیال رکھوں گا مگر کئی دفعہ یہ ہوا کہ اپنا کام کر کے پیچھے رہ گئے اور میں نے ذکر کیا کہ اوہو ہم تو یہاں بیٹھے انتظار کر رہے ہیں، کھانا بھی کھانا تھا ان کے بغیر مزہ نہیں آئے گا وہ تو بہت پیچھے رہ گئے ہیں تو ابھی بات ختم نہیں ہوئی کہ سامنے آ کھڑے ہوئے۔ وہ ہوا کی طرح چلتے تھے ڈرائیونگ میں اور مزہ یہ ہے کہ پکڑے نہیں جاتے تھے۔ دعائیں کرتے ہوئے جاتے ہونگے تو خدا کا غالب قانون جو ہے وہ دنیا کے قانون پر غالب آ کر ان کی حفاظت فرما لیتا تھا۔ کبھی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا خدا کے فضل سے۔ تو چند دن بیمار رہ کر اچانک جو جگر کا کینسر تھا جس کا علم بعد میں ہوا جس کی وجہ غالباً ان کا صبر ہے۔ انہوں نے معلوم ہوتا ہے عمداً بتایا نہیں، ابتدائی علامتوں کا ذکر بھی کسی سے نہیں کیا۔ اس وقت پتہ چلا جب وہ آگے بڑھ چکا تھا اور ان کا وصال میرے لئے بہت گہرے صدمے کا موجب بنا ہے مگر یہ صدمے تو انسانی زندگی کا حصہ ہیں۔ "یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" یہی پیغام ہے جو ہمیشہ سہارا بنتا ہے۔ ان کی بیگم سسٹر رضیہ بھی غیر معمولی اخلاص رکھنے والی، مستعد اور بہادر خاتون ہیں۔ عورتوں میں وہ یہ ڈیوٹی دیا کرتی تھیں، ان کے اوپر ان کو ظاہر ہے کہ زیادہ اعتماد تھا۔ ایک دفعہ مجھے یوں لگا جیسے اچانک پیچھے سے کوئی دور جا پڑا ہے۔ تو دیکھا تو پرائیویٹ سیکرٹری ان کے کندھے کا شکار ہوئے تھے۔ ان کو حکم تھا کہ اس لائن سے آگے کوئی مرد نہیں جائے گا۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ پرائیویٹ سیکرٹری یا کون ہے وہ لائن آئی ہے تو یوں کندھا مارا ہے کہ پرائیویٹ سیکرٹری لڑھکتے ہوئے دور تک نکل گئے۔ تو بڑی مستعد تھیں ماشاء اللہ۔ اب بھی مستعد ہیں، مستعد رہیں گی انشاء اللہ ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے بہت دعا کریں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قرار داد تعزیت بروفات محترم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ظفر

مجلس افتاء مکرم برادر مظفر احمد صاحب ظفر نائب امیر امریکہ کی وفات پر دلی صدمہ کا اظہار کرتی ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب 1982ء سے مجلس افتاء کے اعزازی ممبر تھے۔ آپ بہت ہی مخلص اور فدائی وجود تھے۔ خلافت احمدیہ کی محبت اور نظام جماعت کی اطاعت میں بلند مقام کے حامل تھے۔ مبلغین سے تعاون غیر معمولی تھا۔ اپنے تمام فرائض نہایت درجہ ذمہ داری کے ساتھ بجا لاتے تھے اور خلفاء سلسلہ کا اعتماد آپ کو حاصل رہا۔ حضور نے 22 نومبر 1996ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر فرمایا۔ ایسے ملک میں جہاں دنیاداری اور مادہ پرستی کا رجحان انتہا پر ہے وہاں حقیقی احمدیت کا نمونہ پیش کرنا یقیناً ایک قابل رشک اعزاز ہے۔

مجلس افتاء محترم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ظفر کی وفات پر حضرت اقدس خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود، جماعت احمدیہ امریکہ اور آپ کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب کو جوار رحمت میں جگہ دے اور بلند درجات عطا فرمائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

ہم ہیں ممبران مجلس افتاء

بخدمت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

محترمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ظفر

محترم امیر صاحب جماعتہائے احمدیہ امریکہ

محترم ایڈیٹر صاحب احمدیہ گزٹ امریکہ

محترم ایڈیٹر صاحب الفضل انٹرنیشنل

محترم ایڈیٹر صاحب الفضل پاکستان

روانگی افتاء 59 31/12/96

محمد صدیق شاہد گورداسپوری

برادرم مظفر احمد صاحب ظفر آف امریکہ کی وفات

الفضل مورخہ 18 نومبر 1996ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مکرم برادرم مظفر احمد صاحب ظفر نائب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ مورخہ 15 نومبر 1996ء بروز جمعہ امریکہ کے شہر ڈیٹن میں وفات پا گئے اس خبر سے سخت دکھ اور رنج ہوا۔

برادرم مظفر احمد صاحب سے خاکسار کا تعارف اس وقت ہوا جب میں اگست 1973ء میں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں امریکہ گیا اس وقت آپ ڈیٹن جماعت کے صدر تھے چنانچہ جب بھی کسی میٹنگ یا جلسہ میں آپ تشریف لاتے تو آپ کے انداز گفتگو اور اظہار خیال سے یہ تاثر ملتا کہ آپ ایک سخت اور تنقیدی طبیعت کے مالک انسان ہیں پھر خدا تعالیٰ نے آپ کو ظاہری اور جسمانی وجاہت بھی عطا فرمائی ہوئی تھی لہٰذا مجھے یہ خوف دامن گیر ہوا کہ ایسے لوگوں میں کام کرنا اور ان سے تعاون حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں مگر بعد کے حالات نے ان کی طبیعت کو یکسر بدل دیا اور وہ ایک نہایت ہی مخلص احمدیت کے فدائی اور اطاعت شعار وجود ثابت ہوئے۔

ہوا یہ کہ 1973ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی طرف سے ارشاد ملا کہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے بیرونی ممالک سے بھی نمائندگان بھجوائے جائیں چنانچہ امریکہ سے سات افراد پر مشتمل وفد اس سال کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے بھجوایا گیا جن میں مکرم برادرم مظفر احمد صاحب ظفر بھی شامل تھے اور وفد کی قیادت کر رہے تھے انہیں ربوہ میں جلسہ سالانہ میں شرکت کے علاوہ قادیان کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا جب یہ دوست جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت اور قادیان کی زیارت کے بعد واپس پہنچے تو ان کی کایا ہی پلٹ چکی تھی ان کی زندگی میں ایک نمایاں تغیر پیدا ہو چکا تھا امامت احمدیہ سے وابستگی اور امام جماعت کی ذات سے والہانہ عشق و محبت اور آپ کے احکامات کی لفظاً لفظاً تعمیل وہ اپنے لئے ایک فریضہ سمجھنے لگے جماعتی کاموں میں دلچسپی اور اطاعت امیر کا بھی واضح جذبہ ان کے اندر نظر آنے لگا۔

اس وفد کی واپسی کے بعد ڈیٹن میں جہاں مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی فریضہ دعوت الی اللہ بجا لا رہے تھے جماعت کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں مکرم برادرم مظفر احمد صاحب ظفر کو جلسہ سالانہ ربوہ اور قادیان کی زیارت کے تاثرات بیان کرنے کے لئے کہا گیا وہ جب حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث سے اپنی ملاقات کا ذکر کرنے لگے تو اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکے اور زار و قطار رونے لگے حتیٰ کہ ان کی ہچکی بندھ گئی اور اپنی تقریر کو جاری نہ رکھ سکے اور بیٹھ گئے۔

اس کے بعد آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال جلسہ سالانہ ربوہ میں شریک ہوتے رہے اور اپنے ایمان' اخلاص اور اطاعت امامت' تقویٰ و طہارت میں غیر معمولی ترقی کرتے چلے گئے پھر جب حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع حضرت مرزا طاہر احمد صاحب لندن تشریف لے گئے۔ تو جلسہ سالانہ لندن میں بھی ہر سال باقاعدگی سے آپ شریک جلسہ ہونے لگے جو بھی جماعتی خدمات آپ کے سپرد کی گئیں آپ نے ان کو نہایت خندہ پیشانی' دیانتداری اور اخلاص کے ساتھ سرانجام دیا۔ آپ ہمیشہ جماعتی مفاد کو ذاتی مفاد پہ مقدم رکھتے۔

پہلے برادرم رشید احمد صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ امریکہ تھے بعد میں برادرم مظفر احمد صاحب ظفر اس عہدہ پر منتخب ہوئے اور جب سے محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کے امیر مقرر ہوئے اس وقت سے آپ بطور نائب امیر فرائض سرانجام دیتے رہے اور تاحیات اس عہدہ پر فائز رہے اور اطاعت امیر کا اعلیٰ نمونہ قائم کیا۔

1976ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث نے امریکہ اور کینیڈا کا دورہ فرمایا اس وقت برادرم مظفر احمد صاحب ظفر کے سپرد حفاظتی انتظامات کی ڈیوٹی تھی جس کو انہوں نے نہایت بیدار مغزی' احساس ذمہ داری اور خلوص نیت کے ساتھ سرانجام دیا اور جہاں جہاں حضرت صاحب تشریف لے گئے آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بذریعہ کار یا ہوائی جہاز وہاں پہنچ کر تمام انتظامات سنبھال لیتے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ اس فرض کو ادا کرتے۔

خاکسار کے ساتھ آپ کا تعاون بے مثال تھا اور ہمیشہ نہایت محبت عزت اور اخلاص کے ساتھ پیش آتے امریکہ سے واپسی کے بعد جب ربوہ یا لندن کے جلسہ سالانہ پر آپ سے ملاقات ہوتی یا امریکہ میں جب خاکسار کو جانے کا موقع ملتا وہاں ملتے تو ایسے محبت اور پیار کے ساتھ مصافحہ کے بعد بغلگیر ہوتے جیسے دو بچھڑے ہوئے بھائی آپس میں ملتے ہیں کیا ہی پیارا وجود ہم سے جدا ہو گیا ہے۔

امسال جون میں جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر جو بیت الرحمان میری لینڈ میں منعقد ہوا خاکسار کو بھی شریک جلسہ ہونے کی خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے بھی اس جلسہ کو اپنی شرکت کا شرف بخشا اس جلسہ میں برادرم مظفر احمد صاحب ظفر کی تقریر امامت سے وابستگی کے موضوع پر تھی آپ نے اپنی تقریر میں امامت کی اہمیت ضرورت اور اس کے ساتھ خلوص اور محبت کے تعلق کو اس انداز سے بیان کیا اور ایسے پرجوش طریق پر کہ ہر لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اور محسوس ہو رہا تھا کہ آپ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سے ایسے خلوص' محبت اور عقیدت کا تعلق رکھتے ہیں کہ جس کے اظہار کے لئے آپ الفاظ نہیں پا رہے اور اس قسم کے تعلقات محبت کی آپ احباب جماعت کو تلقین کر رہے تھے۔

افسوس یہ امامت احمدیہ کا عاشق صادق اور احمدیت کا فدائی اور دین حق کا نڈر سپاہی ہم سے جدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

میاں محمد ابراہیم

برادر مظفر احمد ظفر آف ڈیٹن امریکہ

18 نومبر 96ء کے الفضل سے یہ بے حد افسوسناک خبر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا کہ برادر مظفر احمد جن سے میرا بہت گہرا تعلق 1973ء سے تھا جب میں مربی سلسلہ کی حیثیت سے ڈیٹن اوہایو پہنچا۔ اس دارفانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ ہم سب اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر واپس جائیں گے۔ جماعت کے آرگن نے ان کی وفات پر جو نوٹ شائع کیا ہے وہ اپنی ذات میں جامع اور مستند ہے۔ چونکہ میں نے برادر مظفر احمد کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور ہماری باہمی محبت کا رشتہ آخر دم تک قائم رہا۔ اس لئے میں ذیل میں اپنے اس دینی بھائی کے بعض محاسن کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

میں جب 1973ء میں ڈیٹن پہنچا تو ان دنوں برادر محمد قاسم جماعت کے صدر تھے۔ ان کے عہد میں بہنیں اور بھائی ایک ہی جگہ بیٹھ کر دینی مجالس منعقد کیا کرتے تھے۔ امریکن دستور کے مطابق عورتوں میں پردہ کا بھی اہتمام نہ تھا۔ چونکہ یہ امر جماعت احمدیہ کی تعلیم سے مطابقت نہیں کھاتا تھا۔ مجھے مروجہ سسٹم کو دور کرنے کی ضرورت کا احساس روز افزوں رہا۔ لیکن ہر نئی بات کو رائج کرنے کے لئے مثال اور نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ وہاں میسر نہ تھی۔ حسن اتفاق سے برادر مظفر احمد جن سے طبعاً مجھے مناسبت تھی میں نے ان کو تحریک کر کے چند اور دوستوں سمیت جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہونے کے لئے بھجوا دیا۔ برادر مظفر کی اہلیہ سسٹر رضیہ بھی ان کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ مولانا محمد صدیق شاہد نے نیویارک سے انہیں رخصت کیا۔ یہاں کی زندگی بود و باش۔ مجالس میں ہر دو جنس کی علیحدگی' عبادات ادا کرتے وقت ضروری بُعد۔ ان چیزوں کا برادر مظفر احمد کی طبیعت پر خاص اثر ہوا۔ اور واپس جاکر انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں ربوہ کی طرز پر ہماری مجالس اور عبادات کے اطوار رائج کروں وہ پورا پورا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ ہم نے بیت الذکر میں پردہ لٹکا کر مرد و زن کو علیحدہ علیحدہ حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اس طرح مخصوص احمدیہ عقائد کے مطابق اپنے اپنے حلقوں میں محدود ہو کر مرد و زن جماعتی سرگرمیوں میں جت گئے۔ اس طرح سلسلہ کی تعلیم کے مطابق جماعت کو منظم کرنے کا سہرا برادر مظفر احمد کے سر رہا۔

احمدیت قبول کرنے سے پہلے برادر مظفر عام نوجوانوں کی طرح بقول ان کے مادر پدر آزاد۔ تمام ان برائیوں میں مبتلا تھے جو امریکہ کا معمول ہے۔ لیکن جونہی انہوں نے احمدیت قبول کی ان کی کایا ہی پلٹ گئی۔ اور وہ ایک متقی اور پرہیزگار نوجوان کے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ابدال و اقطاب کے برگزیدہ گروہ میں شامل ہو گئے۔ ایک جلسہ میں جو جماعت نے بیت سے باہر شہر کے مرکز میں منعقد کیا اور جس میں اہالیان ڈیٹن کی ایک خاصی تعداد ایسے حکام کی بھی موجود تھی جو برادر مظفر کو ان کے احمدی ہونے سے پہلے بھی اچھی طرح جانتے تھے۔ برادر مظفر نے بعض ججوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میں وہی ہوں جو متعدد مرتبہ مجرم کے طور پر آپ کے سامنے پیش ہوا۔ لیکن احمدیت نے مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تمام عیوب سے مبرا کر دیا۔ جن میں میں نوجوانی میں مبتلا تھا۔ برادر مظفر احمد کی سابقہ اور موجودہ زندگی کا فرق نمایاں طور پر محسوس ہوتا تھا۔ اور احمدیت کے مطالعہ اور مرکز احمدیت کے رہن سہن اور مخصوص اطوار نے ان کی خداداد صلاحیت اور فطرتی نیکی کو اجاگر کر دیا۔

حضرت امام جماعت الثانی کے متعلق آتا ہے کہ قومیں ان سے برکت پائیں گی۔ اس کا واضح ثبوت۔ برادر مظفر احمد کا وجود ہے۔ وہ جس ماحول میں بڑھے پھولے وہ نیکی اور طہارت سے کوسوں دور تھا۔ لیکن احمدیت قبول کر کے برادر مظفر نے جو روحانی منازل طے کیں اور ایمان و اخلاص کا جو نمونہ دکھلایا وہ ایک نیا اور پاک دور کی درخشندہ مثال تھی۔ خاکسار کو برادر مظفر احمد کو ایک عرصہ تک ان کے ساتھ مل کر یا ان کو ساتھ ملا کر خدمت سلسلہ کی توفیق ملی اور یہ بات بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ وہ احمدیت کا ایک روشن مینار تھے۔ بے لوث اور والہانہ دین کی خدمت کرنے والے تکلف و ریا ان کے قریب سے نہ گزرے تھے۔ امامت کے فدائی اور حقیقی جاں نثار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات میں بے انتہاء اثر بھی ودیعت کر رکھا تھا۔ ان کے متعدد ساتھی انہی کے رنگ میں رنگین تھے۔ اور جس جذبہ اور محبت سے وہ خدمت سلسلہ بجالاتے تھے وہ انہی کا خاصہ تھا۔ اگرچہ وہ ایسے ماحول میں پروان چڑھے تھے جس میں بغض و عناد اور نسل اور ثقافت کا رنگ نمایاں تھا "گوروں" نے "کالوں" پر جو ظلم روا رکھا تھا وہ بھولے بھی نہیں بھلایا جا سکتا تھا اور باہمی بغض و تفریق ہر دو کے اکٹھے مل کر کام کرنے کے راستہ میں حائل تھا۔ اور یہ خلیج وسیع سے وسیع تر ہو رہی تھی۔ لیکن برادر مظفر کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی کہ وہ اپنے اثر ورسوخ سے کام لے کر اپنے ساتھیوں کے دیرینہ انداز فکر کو بدل کے رکھ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بیماری کو دور کرنے کی توفیق بخشی کہ مرکز سے ان کی تربیت کرنے کے لئے آنے والے مربی ان پر بطور سینئر پارٹنر نہیں بلکہ برابری اور مشترکہ ذمہ داری ادا کرنے کی غرض سے آتے ہیں۔ برادر مظفر پہلے ہی اس وصف کو پہچان چکے تھے میری بے تکلفانہ دوستی نے ہمیں ایک دوسرے کے نکتہ نظر کو دیکھنے کا وسیلہ بنالیا اور اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے مرکز اور امریکن فواحمدی یکجان ہو گئے۔ اور الٰہی نوشتہ کے مطابق امریکن افریقن تہذیب و تمدن ہم رنگ ہو گئے۔

برادر مظفر احمد کے زیر اثر برادر ز۔ مثل امین اللہ اور برادر رفیق اے سلام۔ حبیب شفیق بشیر احمد نے احمدیت کی روح کو سمجھ کر سلسلہ کی قابل قدر خدمت کی اور اگرچہ مجھے صحیح طور پر جماعت ڈیٹن کی موجودہ کیفیت کا علم نہیں مجھے امید واثق

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

دعوت اِلیَ اللہ کے لئے

صحابہ کرامؓ کا کردار

عبدالقدیر قمر ۔ مربی سلسلہ احمدیہ

حضرت اقدس خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اور مطہرؐ زندگی کا ایک ایک لمحہ خدائے واحد کے نام کو بلند کرنے اور اس کی توحید کو قلوب انسانی میں مستحکم کرنے میں گزرا ۔ تبلیغ کا جو ولولہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کے دل میں بھرا ہوا تھا ۔ آپؐ نے صحابہؓ کے دلوں کو بھی اس سے معمور کر دیا ۔ وہ شب بیدار تھے ۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ۔ وفائے عہد میں بے مثال ۔ معروف باتوں کی تلقین کرنے اور ناپسندیدہ باتوں سے روکنے والے تھے ۔ اور باہم محبت وپیار اور الفت وایثار کی لازوال مثال تھے ۔ یہی وہ چیزیں تھیں جن سے کامیابیوں نے ان کے قدم چومے ۔

صحابہ کرامؓ کو دعوت الی اللہ کے میدان میں بڑی بڑی قربانیاں دینا پڑیں ۔ مصائب اور تکالیف برداشت کرنا پڑیں ۔ مگر انہوں نے صبر واستقامت سے دعوت الی اللہ کی مہم کو جاری رکھا ۔ اور غیر معمولی کامیابیاں حاصل کیں ۔ صحابہؓ کے اس عظیم کردار کے بارہ میں بعض واقعات ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں :

○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تبلیغ کا انتہائی ذوق وشوق تھا ۔ وہ ہر وقت اور ہر لمحہ خدا تعالیٰ کے نام کی سربلندی اور اسلام کے ابدی پیغام کو پھیلانے کے لئے وقف کئے ہوئے تھے ۔ آپ نہایت تدبر ، معاملہ فہمی اور دانشمندی کے ساتھ تبلیغ فرماتے ۔ اور اس راہ میں پیش آنے والے کفّار کے ظالمانہ سلوک کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے ۔ ایک دفعہ جب آپ اپنے جوش اخلاص سے صحن کعبہ میں برملا اعلانِ توحید کر رہے تھے ۔ کفار نا ہنجار کو اتنا غصّہ آیا کہ انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا ۔ اور اس بے دردی سے مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے ۔ (سیرت خاتم النبیینؐ صـ۱۵۷)

چنانچہ اس دعوت و تبلیغ سے آپؓ کو ایسے مجاہد ملے جو دنیا میں جنت کی بشارت پا گئے۔ اور آخرت میں لازوال نعمتوں کے وارث ہو گئے۔ ان میں سے سب سے پہلے حضرت عثمان تھے۔ اسلام لانے کے وقت ان کی عمر قریباً ۳۰ سال تھی۔ آپ نے اسلام کے لئے بڑی بڑی مالی قربانیاں دیں۔ آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں آپ کے عقد میں آئیں۔ اور آپ ذوالنورین کہلائے۔ اور حضورؐ کے بعد آپؓ کے تیسرے خلیفہ ہوئے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے۔ آپ بھی تقریباً ۳۰ سال کی عمر میں اسلام کی نعمت سے بہرہ ور ہوئے

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی عین جوانی میں دامنِ رسولؐ سے وابستہ ہوئے۔ آپ کی عمر اس وقت صرف ۱۹ سال تھی۔ نہایت دلیر، بہادر اور شجاع تھے۔ عراق آپ کے ذریعہ فتح ہوا تھا۔

حضرت زبیر بن العوامؓ تھے۔ آپ جب مسلمان ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر مبارک بھی صرف ۱۵ سال تھی۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور حضور علیہ السلام نے آپ کی اعلیٰ خدمات کی بدولت آپ کو "حواری" کے خطاب سے نوازا۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ تھے۔ یہ بھی آغاز جوانی میں ہی نورِ ایمان سے منور ہوئے۔ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مقرب اور مشیر شمار ہوتے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں بھی دعوت و تبلیغ کی مہم جاری رکھی۔ آپ کو اشاعت اسلام کا اس قدر شوق تھا کہ جب کوئی لشکر روانہ کرتے تو اسے نصیحت کرتے کہ سب سے پہلے غنیم کو دعوتِ اسلام دیں اور قبائل عرب میں اس دعوت کو پھیلائیں۔ چنانچہ مثنیٰ بن حارثہ کی مساعی جمیلہ سے بنی وائل کے تمام بت پرست اور عیسائی مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح حضرت خالد بن ولید کی دعوت نے عراق اور شام کے قبائل میں اسلامی جھنڈے گاڑ دیئے۔ (سیر صحابہؓ جلد ۱ صفحہ ۶۹)

۴

حضرت طفیل بن عمروؓ قبیلہ دوس کے ایک معزز رئیس اور شاعر تھے۔ یہ کسی کام سے مکہ آئے۔ تو اکابرین قریش نے آپ سے ملاقات کر کے سمجھایا کہ "محمدؐ" کے سحر سے بچ کر رہنا اور اس بات کی بار بار اس قدر تاکید کی کہ آپ نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ تاکہ کہیں اچانک نبی کریمؐ کی آواز کانوں میں نہ پڑ جائے اور آپ کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔

ایک دن صبح آپ اسی حالت میں مسجد حرام میں گئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا آپ

کو یہ نظارہ بڑا اچھا معلوم ہوا تو حضور علیہ السلام کے قریب چلے گئے۔ جب آپ کے کانوں میں آواز پڑی
تو آپ نے سوچا کہ میں ایک سمجھدار آدمی ہوں۔ نیکی بدی کی تمیز رکھتا ہوں۔ اس شخص کی بات سننے میں کوئی حرج نہیں
اچھی ہوئی تو مان لوں گا۔ ورنہ انکار کر دوں گا۔ فرماتے ہیں۔ یہ خیال دل میں آنا تھا کہ میں نے روئی نکال کر پھینک
دی۔ اور تلاوت قرآن سننے لگا۔ جب حضورؐ نماز ختم کر کے گھر کی طرف جانے لگے تو میں ساتھ ہو گیا۔ اور آپؐ سے
عرض کیا مجھے اپنی باتیں سنائیں۔ حضورؐ نے مجھے کلام الٰہی سنایا۔ جس کے نتیجہ میں میں مسلمان ہو گیا۔ اور
حضورؐ سے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ میں اپنے قبیلے میں ممتاز حیثیت رکھتا ہوں اور لوگ میری بات مانتے ہیں۔
پس آپؐ دعا کریں کہ میرے ذریعے خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ آپؐ نے اجازت دی اور دعا کی۔

جب حضرت طفیل بن عمرو اپنے قبیلے میں پہنچے تو سب سے پہلے والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ والد
کو تبلیغ کرنے کا آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان سے کہنے لگے "اب میرا اور آپ کا کوئی تعلق باقی نہیں
رہا۔ نہ میں آپ کا بیٹا۔ نہ آپ میرے باپ" باپ نے گھبرا کر پوچھا۔ بیٹا یہ کیا بات ہوئی۔ آج تم کیسی بہکی
بہکی باتیں کر رہے ہو۔ حضرت طفیل بن عمرو نے جواب دیا۔ میں بہکی بہکی باتیں نہیں کر رہا۔ بلکہ بات یہ ہے
کہ میں مکہ گیا تھا۔ وہاں خدا نے ایک نبی مبعوث کیا ہے۔ جو اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بُرے کاموں سے
روکتا ہے۔ بُت پرستی سے منع کرتا ہے اور خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم دیتا ہے۔ اس پر جو کلام آسمان
سے نازل ہوتا ہے وہ ایسا فرحت بخش اور فصیح و بلیغ ہے کہ میں نے آج تک کسی بڑے سے بڑے
شاعر کا کلام بھی اتنا اعلیٰ اور شستہ نہیں دیکھا۔ میں نے ان کے ہاتھ پر بُت پرستی سے توبہ کر لی ہے۔
اور خدا کو ایک مان لیا ہے۔ اس لئے جب تک آپ بھی اس نبی پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس وقت تک میں
آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھوں گا۔ باپ نے یہ تقریر سن کر کہا۔ طفیل۔ تو ساری قوم میں سب سے زیادہ
عقلمند اور دُور اندیش ہے۔ تُو نے جس دین کو قبول کیا ہے۔ سوچ سمجھ کر ہی کیا ہوگا۔ پس میں بھی تیرے
ساتھ اس نبی پر ایمان لاتا ہوں۔"

باپ سے فارغ ہو کر بیوی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس سے بھی ویسا ہی طریقہ تبلیغ اختیار فرمایا
جیسا والد سے۔ اس نے بھی وہی جواب دیا۔ جو والد نے دیا تھا۔ اور مسلمان ہو گئی۔

گھر کے افراد کے بعد قوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہر چند کوشش کی۔ سمجھایا۔ دلائل دیئے۔ مگر کسی نے توجہ نہ
دی۔ بلکہ سخت نفرت اور مخالفت کا اظہار کیا۔ جب مخالفت اور ایذا دہی حد سے بڑھ گئی تو آپ حضورؐ
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ۔ ان کی ہلاکت کی دعا کیجئے کہ یہ نہیں سمجھتے۔
حضورؐ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کے یہ الفاظ فرمائے۔

"اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا"

اے میرے اللہ تو قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔

پھر آپؐ نے حضرت طفیلؓ سے فرمایا۔ اپنی قوم کی طرف واپس چلے جاؤ اور نرمی اور محبت سے تبلیغ میں لگے رہو۔ حضرت طفیلؓ واپس آئے اور تبلیغ کرتے رہے کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخر کار آپ کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ (الاصابۃ جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ تاریخ اشاعت اسلام صفحہ ۱۷۹ تا صفحہ ۱۸۱)

قبیلہ بنو سعد نے ضمامؓ بن ثعلبہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں تحقیق حق کے لئے بھیجا وہ مدینہ پہنچے۔ اپنی اونٹنی مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے بٹھائی۔ اس کا گھٹنا باندھا۔ اور پھر مسجد میں داخل ہوئے۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں صحابہؓ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضرت ضمامؓ نے آتے ہی پوچھا۔ تم میں سے ابنِ عبدالمطلب کون ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ہوں ابن عبدالمطلب"۔ ضمام کہنے لگا۔ اے محمدؐ۔ میں آپؐ سے کچھ سوال کروں گا۔ اور میرے سوالات میں کچھ درشتگی پائی جائے گی۔ اس لئے بُرا مت مانئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پوچھئے جو پوچھنا ہے۔ میں ہرگز بُرا نہ مناؤں گا۔

ضمام ــ میں آپؐ کو آپؐ کے معبود، آپؐ سے پہلے لوگوں کے معبود اور آپؐ کے بعد آنے والے لوگوں کے معبود کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟

آپؐ نے فرمایا ــ ہاں۔ بخدا یہی بات ہے۔

ضمام بن ثعلبہ ــ میں آپؐ کو آپؐ کے خدا، آپؐ کے بعد آنے والوں کے خدا اور آپؐ سے پہلے لوگوں کے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم اُس کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور ان بُتوں کی عبادت چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے؟

آپؐ نے فرمایا ــ ہاں بخدا یہی بات ہے!

ضمام بن ثعلبہ نے اسی طرح باری باری تمام ارکان اور شعائرِ اسلام کے بارہ میں دریافت کیا۔ اور جب سب سوالات ختم ہو گئے تو بے اختیار پکار اٹھا:۔

اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔

اور پھر کہا۔ جہاں تک مجھ سے ممکن ہوا۔ میں یہ فرائض بجا لاتا رہوں گا۔ اور جن باتوں سے آپ نے منع فرمایا ہے مجتنب اور دُور رہوں گا۔ اور اس میں کچھ کمی بیشی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ مسجد سے باہر نکلے اور اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اس شخص نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ارادہ باندھا ہے۔ اور اس پر پختہ رہا تو یقیناً سیدھا جنت میں جائے گا۔

جب حضرت ضمامؓ اپنی قوم میں واپس پہنچے۔ تو ان کی قوم انہیں دیکھتے ہی ان کے ارد گرد اکٹھی ہو گئی۔ حضرت ضمامؓ نے پہلی لب کشائی میں بُتوں کی مذمت شروع کر دی۔ لوگوں نے کہا۔ اے ضمام تمہیں کیا ہو گیا ہے دیکھ لات وعزیٰ کہیں غصے میں آکر تمہیں برص اور جذام میں مبتلا نہ کر دیں اور یا کہیں تم پر مرضِ جنون کا حملہ نہ ہو جائے۔

حضرت ضمامؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! یہ دونوں نہ کسی قسم کا نقصان دے سکتے ہیں۔ نہ نفع۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور اس پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو ان خرافات سے نجات دیتی ہے جن میں تم مبتلا ہو اور میں گواہی دیتا ہوں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اور میں تمہارے پاس کچھ احکامات لے کر آیا ہوں۔ جن میں سے بعض کے کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اور بعض کے چھوڑنے کا۔ راوی بیان کرتے ہیں۔ اس دن کا سورج ابھی غروب نہ ہوا تھا کہ اس مجلس میں شریک تمام مرد و زن مسلمان ہو گئے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

میں نے کسی سفیر سے متعلق نہیں سُنا کہ وہ ضمامؓ بن ثعلبہ سے بہتر ہو۔

(المستدرک للحاکم۔ کتاب المغازی جلد ۳ صفحہ ۵۴-۵۵)

خدا تعالیٰ اپنی راہ میں نکلنے والوں کی نصرت فرماتا ہے۔ ان کے لئے معجزات و نشانات ظاہر کرتا ہے۔ ایسا ہی نشان خدا تعالیٰ نے حضرت ابی امامہؓ کے لئے بھی دکھایا۔ جس کے نتیجہ میں سارا قبیلہ اسلام لایا۔ یہ دلکش واقعہ انہی کی زبانی یوں ہے۔

حضرت ابی امامہؓ فرماتے ہیں مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہی قوم کی طرف دعوت الی اللہ کے لئے

بھیجا۔ مَیں جب ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے دیکھتے ہی مرحبا مرحبا کی آوازیں بلند کیں اور کہنے لگے اُو صدی بن عجلان آؤ کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم بھی اُس آدمی (یعنی نبی کریمؐ) کے پیرو ہو چکے ہو۔ مَیں نے کہا ہاں مَیں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور آپؐ نے ہی مجھے تم لوگوں کے پاس دعوتِ حق کے لئے بھیجا ہے۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ وہ بڑی لگن کھانے کی لے آئے اور کھانے لگے اور مجھے بھی کھانے کی دعوت دی۔ مَیں نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ مَیں تمہارے پاس ایک ایسی پاک ذات کا پیغام پہنچانے آیا ہوں جس نے تم پر ہر ایسے جانور کو حرام کر دیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے۔ انہوں نے کہا ذرا بتاؤ تو سہی وہ کیا کہتے ہیں۔ اس پر مَیں نے سورۃ مائدہ کی مندرجہ ذیل آیت ان کے سامنے تلاوت کی ہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۔"

فرماتے ہیں: مَیں برابر ان کو دعوت و تبلیغ کرتا رہا۔ مگر وہ کسی طور بھی اسلام قبول کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ مَیں نے اُن سے پینے کے لئے پانی مانگا۔ انہوں نے کہا۔ ہم ہرگز تمہیں پانی نہیں پلائیں گے۔ بلکہ پیاسا رکھیں گے۔ یہاں تک کہ تم پیاس کی شدّت سے مَر جاؤ۔ مَیں اپنی پگڑی سر کے نیچے رکھ کر دھوپ میں ہی لیٹ گیا۔ اس لئے کہ انہوں نے سایہ میں لیٹنے کو بھی جگہ نہ دی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی شیشے کے بہت ہی خوبصورت گلاس (کہ اس سے زیادہ خوبصورت گلاس کسی نے دیکھا نہیں) اور اس میں پینے کی ایسی خوبصورت چیز تھی کہ شاید ہی دنیا میں اُس سے زیادہ مزیدار اور لذیذ کوئی شربت ہو۔ مجھے پینے کو دیا۔ جونہی مَیں نے اسے پیا۔ پیتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ خدا کی قسم مجھے کسی قسم کی کوئی پیاس نہ تھی۔ اور نہ اُس کے بعد کبھی پیاس کا احساس ہوا۔ مَیں اب نہیں جانتا کہ پیاس کیسی ہوتی ہے۔

میری قوم کے ایک آدمی نے اسی اثناء میں لوگوں سے کہا کہ تمہاری برادری کا ایک فرد تمہارے پاس آیا۔ تم لوگوں نے اس کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا اور اس کی کوئی خاطر تواضع نہ کی۔ اس کے غیرت دلانے پر وہ لوگ میرے پاس دودھ لائے۔ مَیں نے کہا اب تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں رہی۔ اور اپنا پیٹ انہیں دکھایا (کہ دیکھو یہ سیراب اور پُر ہے) خدا کی یہ نصرت اور امدادِ غیبی دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔

(المستدرک للحاکم جز ۳ صـ ۶۴۱)

تبلیغ کے میدان میں صحابہؓ کے توکل علی اللہ کے نتیجہ میں تائیدات الٰہیہ کا بھی ایک واقعہ ہدیۂ قارئین ہے جس کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کو ہدایت ملی۔

حضرت عقبہ بن نافع فہریؓ کو حضرت امیر معاویہؓ نے افریقہ کا عامل مقرر فرمایا۔ آپ نے افریقہ کے اکثر حصّہ کو فتح کر لیا۔ لیکن مسلمانوں کے لئے کوئی مستقل چھاؤنی نہ تھی۔ جس کی وجہ سے دشمن اکثر سخت نقصان پہنچاتے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت عقبہؓ نے ارادہ فرمایا کہ مناسب جگہ پر چھاؤنی بنا دی جائے تاکہ وہاں عساکر اسلامی ہمہ وقت موجود رہیں۔ اس غرض کے لئے جس جگہ کو پسند کیا گیا وہاں دلدل۔ گنجان جنگل اور گھنے درخت تھے۔ اور وہ جنگل ہر قسم کے موذی درندوں اور جانوروں کا مسکن تھا۔ ایسی سرزمین میں جو خطرے ہو سکتے ہیں لوگوں نے وہ پیش کئے تو حضرت عقبہؓ نے اُن مصلحتوں کا اظہار فرمایا جو اس جگہ کو منتخب کرنے میں پیش نظر تھیں۔ اس لشکر میں اٹھارہؔ صحابیؓ تھے۔ حضرت عقبہؓ امیر لشکر ان سب کو اس میدان میں لے گئے اور حشرات و سباع کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اَيَّتُهَا الْحَشَرَاتُ وَالسِّبَاعُ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْحَلُوْا فَاِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَجَدْنَا بَعْدُ قَتَلْنَاهُ۔

اے درندو۔ اے موذی جانورو۔ ہم اصحاب رسولؐ یہاں آباد ہونا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب یہاں سے نکل جاؤ۔ اس کے بعد ہم جس کو یہاں دیکھیں گے اُسے قتل کر دیں گے۔

نہ جانے اس آواز میں کیا جادو تھا۔ کیا تاثیر اور سحر تھا۔ کہ دیکھتے ہی دیکھتے اُن درندوں نے جنگل خالی کر دیا۔ یہ ایک عجیب ہیبت ناک اور تعجب انگیز منظر تھا۔ جو اس سے قبل کبھی سُنا یا دیکھا نہ گیا۔

قوم بربر جو اس ملک کے اصل باشندے تھے اس منظر کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے تھے اُن کے لئے ناممکن تھا کہ اسلام کی صداقت کی ایسی واضح اور بیّن دلیل دیکھتے اور باطل پر قائم رہتے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں بربر مسلمان ہو گئے۔

(مدلّل و مکمل اشاعت اسلام صفحہ ۱۰۶ تا ۱۰۸)
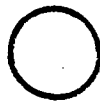
بعض دفعہ صحابہ کرامؓ عقل، نقل اور قرآن کریم کے علاوہ دوران تبلیغ پرانے بزرگوں کے حوالے دے دے کر بھی لوگوں پر اسلام کی حقانیت واضح کرنے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ حضرت اسید بن سعید جو بنو قریظہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے بڑی کوشش کرتے تھے کہ وہ راہ حق کی طرف آجائیں۔ ایک دفعہ دوران گفتگو انہوں نے اپنے ایک پرانے یہودی بزرگ کا یہ حوالہ بھی ان کے سامنے پیش کیا۔

کہ کیا تمہیں یاد نہیں ابن الہیبان نے اپنے انتقال کے وقت نہیں کہا تھا کہ میں شام جیسی سرسبز و شاداب جگہ چھوڑ کر مدینہ جیسی غیر شاداب جگہ اس لئے چلا آیا تھا کہ مجھے ایک نبی کا انتظار تھا جو یہاں ہجرت کر کے آئے گا۔ میں اگر زندہ رہتا تو اس کی اتباع کرتا۔ دیکھو! تم لوگ اس کی اطاعت سے گریز نہ کرنا۔ ورنہ یہ اعراض تمہارے قتل کا سبب بنے گا۔ اور تم لوگوں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ایسا ہی کریں گے۔

اس لئے اب اللہ سے ڈرو۔ اور اس نبی کا اتباع کرو۔ مگر وہ ایسے پتھر دل تھے کہ کچھ اثر قبول نہ کرتے تھے۔ مگر پھر بھی بعض سعید روحیں حضرت اسیدؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور اسلام قبول کر لیا۔ (اصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۳ واستعاب ذکر اسید جلد ۱ صفحہ ۳۶)

نماز، حج اور روزہ تینوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے

اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں

بچپن سے ان کے دلوں میں خدا کی محبت کے بیج بوئیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۷ر جنوری ۱۹۹۷ء)

لندن (۱۷ر جنوری): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ البقرہ کی آیات ۱۸۴، ۱۸۵ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات میں رمضان سے متعلق اہم باتوں کا ذکر ہے جو ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئیں۔ حضور نے فرمایا کہ میری نظر اس وقت خاص طور پر اگلی نسلوں کی تربیت پر ہے۔ اس پہلو سے سادہ لفظوں میں رمضان کی برکتیں حاصل کرنے کا طریق سکھاتا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ نماز، حج اور روزہ یہ تین وہ عبادت کی بنیادی قسمیں ہیں جن کا تعلق ہر مذہب سے ہے۔ حج کا تعلق خدا کے ایسے نیک بندوں سے ہے جنہوں نے اپنے دین کو خدا کے لئے خالص رکھا اور کسی ایک جگہ یا تو وہ دھونی رما کر بیٹھ رہے یا بار بار وہاں آتے رہے اور اس جگہ کے ساتھ خدا کی عبادت کا تعلق ایسے رشتے میں تبدیل ہو گیا جو توڑا نہیں جا سکتا۔ جب یہ مقام کسی جگہ کو نصیب ہو تو اسے پھر حج کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے اور ہر قوم کے لئے خدا نے الگ الگ ایک مقام بنایا ہے لیکن سب کے لئے اجتماعی طور پر خانہ کعبہ کو چنا گیا اور اس کا اصل مقصد اس توحید باری تعالیٰ کا قیام تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذریعہ وجود میں آنی تھی۔ اس لئے خانہ کعبہ کو اسلام سے پہلے تمام دنیا کے لئے اکٹھے ہونے کی جگہ نہیں بتایا گیا حالانکہ آغاز سے ہی یہ مقصد تھا۔

ایم۔ ٹی۔ اے اور احمدیت

(مضمون نگار مکرم طارق رشید صاحب۔ کوئٹہ)

بعض گزشتہ بزرگوں نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر امام مہدی کے ظہور پر بعض ایسی علامات بھی بیان کیں جو کسی طرح بھی وقت سے پہلے کسی کے عقل و فہم میں نہیں آ سکتی تھیں۔ مثلاً شیعہ بزرگوں نے ظہور امام مہدی کی ایک نشانی یہ بھی بیان کی ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہو گا تو ساری دنیا یعنی شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک کے عوام الناس امام مہدی کو افق آسمان پر دیکھیں گے۔ یہاں تک بھی لکھا ہے کہ وہ لوگوں سے انکی زبان میں بات کرے گا اور لوگ اس کی بات اپنی زبان میں سمجھ جائیں گے۔ اسی طرح ایک مشہور روایت ہے کہ جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو آسمان سے آواز آئے گی۔ ھٰذا خَلِیْفَةُ اللّٰہِ الْمَھْدِی یہ ہے اللہ کا خلیفہ مہدی۔

ان دو روایات پر غور کرنے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے نشانات کس کس رنگ میں پورے ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ درحقیقت کچھ عرصہ پہلے تک ان جملوں کی یا ان روایات کی کوئی نہ کوئی عقل و فہم کے قریب تر تاویل کرنی پڑتی تھی۔ مگر ہم تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے اب اپنی آنکھوں سے خود افق آسمان پر امام مہدی کا دیدار کر رہے ہیں۔ اور ہر شخص اپنی زبان میں امام مہدی کی آواز سن رہا ہے۔ (جو کہ اس کے خلیفہ کی صورت میں ہم تک پہنچ رہی ہے) اور شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک ہر فرد و بشر اس عجیب نشان کا گواہ ہے۔ اگر تقویٰ اور انصاف کی نظر ہو تو صرف یہی ایک نشان یعنی MTA کا ظہور ہی احمدیت کی سچائی اور حقانیت کیلئے بہت بہت کافی ہے۔

احمدیت کا آغاز 23 مارچ 1889ء کو ہوا یہ وہ وقت تھا جب کہ

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

اور اس سے بھی بہت پہلے یعنی براہین احمدیہ جو کہ 1884ء میں چھپ چکی تھی اس کے اندر یہ پر شوکت اور حیرت انگیز کلام الٰہی موجود ہے کہ "میں تیری کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" درحقیقت زمین کے کناروں تک ("دعوت") پہنچانا کسی فرد بشر کا کام ہے ہی نہیں۔ آج کی دنیا پر اگر غور کریں کس قدر وسیع ہے۔ لاس اینجلس سے جاپان تک اور شمال میں ناروے کی حدود سے لے کر قطب جنوبی کے اندر اس قدر وسیع ایک دنیا آباد ہے کہ اس وسیع میدان کو عبور کرنا کسی انسانی طاقت کے بس میں نہ تھا۔ فی الوقت 200 کے قریب چھوٹے بڑے ممالک اس زمین پر موجود ہیں۔ ان کے اپنے اپنے ویزے پاسپورٹ اور قوانین ہیں۔ پھر سفر کی مشکلات' مذاہب کی دیواریں' زبانوں کی رکاوٹیں اور پھر قوموں کی آپس کی نفرتیں اور دشمنیاں ہیں۔ ان حالات میں " " کا امکان نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان حالات میں کسی کا یہ الہام پانا کہ میں یعنی خدا تعالیٰ تیری کو یعنی تیری تعلیمات اور تالیفات اور رسائل اور تحریر اور تقریر اور دیگر کوششوں کو خود اپنے فضل سے اور رحم سے زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اپنی ذات میں یہ خود ایک عظیم الشان نشان ہے۔

یہ درست ہے کہ گزشتہ 80۔90 سال میں سینکڑوں مبلغین دنیا کے کونے کونے میں گئے اور احمدیت کا پیغام اور لٹریچر پہنچانے کی کوشش کی مگر حقیقت حال کو اگر دیکھا جائے تو انکا رابطہ کس قدر انسانوں سے ممکن ہوا ہے۔ اس سے زیادہ لوگ تو دنیا میں ہر روز پیدا ہو رہے ہیں۔ الغرض یہ الہام بھی اگر صحیح رنگ میں اپنی تکمیل کو پہنچا تو ہماری آنکھوں کے سامنے MTA کے ذریعہ ہی ممکن ہوا ہے۔ اگر کسی میں تقویٰ اور انصاف ہو تو یہ اس کے لئے دوسرا نشان ہے یعنی الہام الٰہی کا اس عجب رنگ میں پورا ہونا۔

MTA کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کے عظیم نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ جہاں احمدیت کے جھنڈے آسمانوں پر لہرا رہے ہیں وہاں دشمن اور بد خواہ تھک ہار کر نیچے کھڑے غیض و غضب سے دانت پیس رہے

ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو دشمن کی گزشتہ سو سالوں میں ایک ہی بڑی کوشش رہی ہے کہ احمدیت کی اشاعت کو روکا جائے۔ ظلم و جبر سے' دھونس دھاندلی سے' آرڈیننسوں اور قوانین سے' آئینی ترامیم سے' جلسے جلوس سے' گھیراؤ جلاؤ سے' کتابیں رسائل ضبط کرنے سے' احمدیوں پر مقدمات قائم کرنے سے' انکو قید میں ڈالنے سے۔ کونسا ایسا حربہ ہے جو دشمن نے احمدیت کے خلاف استعمال نہ کیا اور کونسا ایسا ذریعہ ہے جو بروئے کار نہ لایا گیا۔ مگر خدا کی قدرت دیکھیئے کہ ہر قدم پر اس کارواں کی رفتار تیز سے تیز تر ہی ہوتی چلی گئی۔ جب دشمن نے اشاعت اور پریس پر پابندی لگادی تو خدا تعالیٰ نے ہر ملک میں پریس دیا رسائل اور جرائد دئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضلوں کا ایک ایسا سلسلہ ہے جو ختم ہونے کو نہیں آرہا۔

اس زمانے کا سب سے بڑا ہتھیار ایٹم بم یا ہائڈروجن بم نہیں۔ اس زمانے کا سب سے بڑا ہتھیار سب سے بڑا حربہ میڈیا Media ہے۔ دنیا کے دانشور اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ میڈیا کے ذریعہ سے یورپ اور امریکہ نے روس کے ٹکڑے کر دئے۔ دنیا کے کلچر اور تہذیب کو ہلا کر رکھ چھوڑا۔ صدیوں سے نسل در نسل چلی آنے والی خوبصورت اخلاقی قدروں کا رنگ و روپ تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ چادر اور چار دیواری کا تصور اب خواب ہوتا جارہا ہے۔ نسلیں تباہی کی طرف اعلانیہ جارہی ہیں اور یہ باتیں بموں اور دھماکوں سے نہیں ہو رہیں۔

خدا تعالیٰ نے احمدیت کو اس زمانے کا سب سے بڑا ہتھیار MTA کی صورت میں عطا فرمادیا ہے۔ اب آسمان سے ساری دنیا میں منادی ہو رہی ہے۔ ایک امام برحق خدا کا کلام ساری دنیا کو سنا رہا ہے اور کئی کئی زبانوں میں پہنچا رہا ہے اور لاکھوں کروڑوں انسان اپنی اپنی زبانوں میں اس برحق امام کی آواز میں کلام الٰہی سن رہے ہیں۔ یہ ہے وہ پیشگوئی **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی** جس حربے سے دجال ساری دنیا کو اپنے دجل و فریب اور دھوکے کے جال میں پھانسنا چاہتا ہے اس کے خلاف اسی کے ہتھیار کو ایم ٹی اے کی صورت میں استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ ایک مزید نشان حقیقت ہے کہ مقابلہ برابر کا ہے اور فتح یقیناً حق کی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جس رفتار سے احمدیت دنیا میں پھیل رہی ہے یہ ناممکن تھا کہ امام وقت ایم ٹی اے کے غیر معمولی ذریعے کے بغیر اپنی جماعت کی حفاظت اور تربیت کر سکتے۔ امام وقت کا حقیقت حال سے باخبر رہنا اس وسیع دنیا میں ممکن ہی نہ تھا اور احمدیوں کا بھی اپنے امام سے کوئی بامعنی مفید اور مضبوط زندہ رابطہ' مستقل قائم نہ رہ سکتا تھا۔ ایک تو تعداد لاکھوں سے کروڑوں میں پہنچ رہی ہو پھر ایسی صورت میں محض خط و کتابت کا سلسلہ ہرگز اس عظیم الشان تعلق کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا جو ایک مرشد اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے۔ درحقیقت جس قدر یہ تعداد بڑھ رہی تھی اور فاصلے بڑھ رہے تھے قلبی تعلق کا اور ذاتی تربیت کا راستہ اسی قدر تنگ اور مشکل ہوتا جارہا تھا۔ اب دیکھئے کہ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ہر احمدی اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے کانوں سے امام وقت کے فرمودات اور ارشادات بغیر کسی لمحہ کی تاخیر کے سن رہا ہوتا ہے اور امام وقت کو یہ ذریعہ حاصل ہو گیا ہے کہ وہ پوری زمین اور ساری دنیا میں بکھری ہوئی جماعت کو اپنی ھدایات اور فرمودات سے ایک ہی وقت میں سرفراز فرماتا ہے اور ساری دنیا ایک مضبوط اور مجسم وجود کی طرح اپنے امام کے ہاتھ سے براہ راست تربیت پا رہی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا اس قدر فضل و احسان ہے کہ اس حقیقت کو ایک عام آدمی نہیں پا سکتا۔ اب کوئی دوری نہیں آسکتی اب فاصلے مٹ جائیں گے اب روزانہ کا وصال ہے قرب ہے حضور کے ہر لمحہ کی خبر ہے۔ آج حضور کی صحت اچھی ہے۔ آج گلے میں خراش پیدا ہو گئی تھی۔ آج فلاں دوا کھائی تو آرام آگیا تھا۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ ہمارے گھر میں رہتے ہوں۔ روح کی گرمی براہ راست روحوں میں منتقل ہوتی ہے امام کا دل دھڑکتا ہے تو ساری جماعت اس دھڑکن کو سن سکتی ہے۔ غرض کہ ایم ٹی اے نے امام وقت اور جماعت کو ایک وجود بنادیا ہے۔ بھلا یہ قربتیں یہ لطف کہاں کے ہیں یہ ایم ٹی اے ہی کے ہیں یعنی خدا کے فضل و احسان کے ہیں۔

فتنوں کی گنجائش ختم ہوئی اتنی قربتوں میں ان کے لئے اب کوئی جگہ نہیں بچی۔ ادھر امام کا حکم ہوا ادھر تعمیل ہوئی۔

خدا کے ان فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ورنہ کفران نعمت ہوگا۔ ہر فرد جماعت ان باتوں پر غور کرے اور اپنے اوقات کو ایسے ترتیب دے کہ ایم ٹی اے کے پروگراموں میں خصوصاً حلقہ درس اور خطبات جمعہ میں امام کے سامنے بیٹھے اور اس کی محفلوں میں شریک ہو۔ یہ بات اس قدر ضروری ہے کہ اس دنیاوی دور میں روحانی زندگی کی ضمانت ہے۔ ہر برائی اور غلطی اور ہر وسوسے کا حل ہے۔ اپنے اور اپنے بچوں کے دلوں میں شروع ہی سے ایم ٹی اے کو جگہ دیں ورنہ بعد میں جگہ بنانی مشکل ہو جائے گی۔ مثلاً دعوت الی اللہ کے میدان میں ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ جس شخص تک مخالفانہ لٹریچر یا غلط تعلیم نہیں پہنچی ہوتی اس کو بات سمجھانا ایسے شخص کی نسبت کافی آسان ہوتا ہے جو غلط اور جھوٹے ذرائع سے علم حاصل کر کے اپنا ایک Concept بنا چکا ہوتا ہے۔ جو کہ بالکل غلط ہوتے ہوئے بھی وہ اس کو صحیح سمجھتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم یا ہمارے بچے انڈین فلموں یا گندے پروگراموں کو اپنے دل میں جگہ دے دیں گے تو ایم ٹی اے کی جگہ کہاں بچے گی اس لئے ان دجالی حربوں سے ہوشیار رہیں۔

حضور کی محفلوں میں بیٹھیں، خطبات اور سوال و جواب کے تمام پروگرام خود بھی دیکھیں اور اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو بھی دکھائیں۔ دیکھئے یہ خدا کا اس قدر فضل و احسان ہے کہ اس سے فائدہ نہ اٹھانا بہت ہی بڑی بد نصیبی ہوگی۔ خدا کا سلسلہ تو بہرحال آگے بڑھ رہا ہے اور بڑھے گا اور پھیلے گا اور پوری دنیا پر محیط ہو جائے گا۔ مگر ہمارا حصہ اس میں کس قدر ہے؟ ہم کس قدر معرفت اور عرفان حاصل کر چکے ہیں؟ ہم کس قدر اللہ تعالیٰ کے راستے میں وفاداری دکھا سکتے ہیں؟ ہم نے کیا اس کے حضور پیش کیا؟

درحقیقت ہم ہی اس کے فضلوں کے محتاج ہیں وہ تو غنی ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں اور خود خدا تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے۔ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دوکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا بھی اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا........"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148)

ہمیں چاہئے کہ ہم خدا تعالیٰ کے ان عظیم الشان فضلوں اور نشانوں کو شناخت کرنے والے اور سمیٹنے والے بنیں۔ اپنے آپ کو اور اپنے خاندانوں کو اس نور سے منور کریں۔ اور اپنی کمزوریوں کو دور کرتے ہوئے اس عظیم الشان ذریعہ ابلاغ یعنی ایم ٹی اے کی وساطت سے امام وقت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں۔

بقیہ صفحہ ۱۵

ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے برادر مظفر احمد کی احمدیت کے متعلق تڑپ اپنا رنگ لائے گی اور لا رہی ہوگی۔

برادر مظفر ایک صالح اور مخلص امریکن احمدی تھے۔ جن کی خدمات اور کارناموں کی وجہ سے اللہ نے چاہا تو اللہ تعالیٰ اگلے جہان میں بھی ان سے فیاضی اور قدر دانی کا سلوک کرے گا۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

آئیے نماز سیکھیں

(از شعبہ اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان)

نماز کی نیّت

اِنِّیْ	وَجَّهْتُ	وَجْهِيَ	لِلَّذِيْ	فَطَرَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ
یقیناً مَیں	مَیں نے پھیر دی	اپنی توجّہ	اس کی طرف	جس نے پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین
مَیں نے تمام کج راہیوں سے بچتے ہوئے یقیناً اپنی توجّہ اس (خدا) کی طرف پھیر دی جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا						

حَنِيْفًا	وَّمَآ اَنَا	مِنَ	الْمُشْرِكِيْنَ
سیدھے ہو کر	اور نہیں ہیں	میں سے	مشرکوں
کیا ہے اور مَیں مشرکوں میں سے نہیں ہوں			

تکبیر

اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اللہ سب سے بڑا ہے
اللہ سب سے بڑا ہے

ثناء

سُبْحٰنَكَ	اَللّٰهُمَّ	وَبِحَمْدِكَ	وَتَبَارَكَ	اسْمُكَ	وَتَعَالٰى	جَدُّكَ
تُو سب نقائص سے پاک ہے	اے اللہ	اور تیری حمد میں	اور برکت والا	تیرا نام	اور بڑی ہے	تیری شان
اے اللہ! (مَیں) تجھے سب نقائص سے پاک مانتا ہوں اور تیری حمد میں (مشغول ہوں) برکت والا ہے تیرا نام اور بڑی ہے تیری شان						

وَلَآ اِلٰهَ	غَيْرُكَ
اور نہیں معبود	تیرے سوا
اور نہیں (کوئی) معبود تیرے سوا	

واجعل لی من لدنک سلطنا نصیرا

انا فتحنا لک فتحا مبینا

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر و انتم اذلّۃ

خلیفۃ المسیح الرابع

امام جماعت احمدیہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
14.3.97

عزیزم مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

النور کے جنوری فروری اور مارچ ۱۹۹۷ء کے شمارے ملے
جزاکم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ مارچ کے شمارے میں تو بہت سے
کارآمد حوالے آ گئے ہیں۔ ماشاء اللّٰہ خوب محنت کی گئی
ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ تمام معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ سب کو محبت بھرا سلام۔

والسلام
خاکسار

[signature]

خلیفۃ المسیح الرابع